حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

مبصر: صبیح ہمدانی

نام: نعم الوجیز فی إعجاز القرآن العزیز (عربی) تالیف: حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاروی
تحقیق وتعلیق: مولانا مفتی محمد عبداللہ شارق ضخامت: ۷۶ صفحات قیمت: درج نہیں
تقسیم کار: کتب خانہ مجیدیہ، اردو بازار بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان 03007309593

حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاروی قدس سرّہٗ علمائے دین کی جماعت میں اس درجے کے بزرگ تھے جن کو آیۃ من آیات اللہ کہا جاسکتا ہے۔ ان کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت علم کی ایسی تجلی فرمائی تھی کہ زمانے کو کم کم ہی ویسی تجلی یکجا نصیب ہوئی ہے۔ حضرت قدس سرہ نے روایتی وغیر روایتی علوم وفنون میں بیش بہا تصانیف وتالیفات سے امت کے علمی خزانے کے اعتبار کا اضافہ کیا۔ تفسیر، حدیث، عقائد، بلاغت، طب، فلسفہ، منطق اور طبیعیات سے لے کر کیمیا وسیمیا وتمائم وتعویذات تک ان کی تصانیف کے موضوعات مختلف اور متعدد ہیں، اور ان کے قاری کو ان موضوعات پر ان کی غیر معمولی مہارت اور دسترس دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے عجائب قدرت پر بے ساختہ ایمان بڑھ جاتا ہے۔ معجزہ گرنیست کرامات ہست! حضرت مولانا رحمہ اللہ کی تصانیف کچھ شائع بھی ہوئیں مگر ان کی ایک بڑی تعداد ابھی مخطوط حالت میں ہے، اور جو شائع ہوئیں وہ بھی مضبوط علمی خدمت کی طلب گار ہیں۔

زیرِ نظر کتاب اعجاز القرآن کے موضوع پر مولانا پرہاروی رحمہ اللہ کی ایک نسبتاً مختصر تالیف ہے۔ جس میں بلاغت کے اصولوں کے اعتبار سے نظمِ قرآنی کا ایک شاندار مطالعہ کیا گیا ہے۔ جسے ہمارے محترم دوست اور معروف عالم دین جناب مفتی محمد عبداللہ شارق صاحب زید مجدہ نے اپنی تحقیق وتدوین سے آراستہ کیا ہے۔ حضرت مولانا پرہاروی رحمہ اللہ کی آراء اور ان کی علمیت کے تناظر میں کہا جاسکتا ہے کہ مفتی صاحب نے متنِ کتاب کے شایانِ شان علمی خدمت کا حق ادا کیا ہے۔ راقم الحروف کو حضرت مولانا رحمہ اللہ کی کچھ تصنیفات کے محقق ایڈیشن دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے مگر ایسی سنجیدہ اور عمیق عالمانہ تحقیقی تعلیقات پڑھنے کی سعادت پہلی بار ملی ہے۔ میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ حضرت مولانا پرہاروی کے علوم کی خدمت مکرّم بندہ مفتی عبداللہ شارق صاحب ہی عمدہ طور پر سرانجام دے سکتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ ان کے جدّ امجد حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی کو حضرت خواجہ خدا بخش خیر پوری اور حضرت خواجہ حافظ جمال اللہ ملتانی رحمہما اللہ کے جس مرکزِ علم وعرفان سے فیض ملا حضرت مولانا پرہاروی رحمہ اللہ بھی اسی بارگاہ کے مستفیدوں میں سے تھے۔

مولانا مفتی عبداللہ شارق صاحب کی تعلیقات دیکھ کر ان کے مطالعے کی وسعت و گہرائی پر ایک بار پھر رشک آیا۔ کتاب میں کئی مقامات پر ان کی تعلیقات مختلف علمی مباحث میں ان کی آراء کی مضبوطی اور ان کے علم کی گہرائی کا دلیلِ محکم ہیں، مثلاً صفحہ ۷۵-۷۴ پر بدل اور عطفِ بیان کے درمیان فرق کی نحوی بحث سے متعلق، صفحہ ۷۸ پر غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا اور

قرآن مجید میں وارد ہونے والی وہ قسمیں جہاں ماسوا اللہ کی قسم کھائی گئی ہے، ان سے متعلق، صفحہ: ۹۷ پر قرآنِ مجید میں تکرارِ موضوعات ومفاہیم کے فوائد سے متعلق اور خاص طور پر کتاب کے تقریباً اختتام میں صفحہ ۱۶۶ پر آیات وسور کے باہمی ربط وتعلق کے مبحث میں ان کی محققانہ ومومنانہ تعلیقات قابلِ مطالعہ واستفادہ ہیں۔

مولانا عبداللہ شارق صاحب کے قابلِ رشک علمی مواقف میں سے ان کا قرآنِ مجید کے مقصدِ نزول سمجھنے اور اپنے علمی ذوق کو اسی کے مطابق تراشنے پر اصرار ہے۔ وہ اپنی کئی تحریرات اور زبانی گفتگوؤں میں اس بات پر توجہ دلاتے ہیں کہ قرآن مجید پر اپنی پسند ناپسند اور اپنے ذوق (خواہ وہ سیاسی ہو یا علمی) کو تھونپنا اللہ تعالیٰ کے مطلوبہ احوال سے پہلوتہی کرنا ہے۔ اس حوالے سے اس کتاب میں ہی شامل ایک مختصر تعلیق کا ترجمہ قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ مصنف نے فرمایا: آزر حضرت ابراہیم کا والد نہیں بلکہ چچا تھا۔ مولانا عبداللہ شارق اس پر تعلیق لکھتے ہیں:

''یہ سیوطی کا مذہب ہے جو انھوں نے انبیاء کے والدین کے مؤمن ہونے کے مسئلے میں اختیار کیا ہے، جیسا کہ مصنف اپنی ہی دوسری کتاب [السلسبیل فی تفسیر کتاب العزیز۔ مخطوط] میں بصراحت اس مذہب کو سیوطی کی طرف منسوب کر چکے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس مسئلے میں صحیح بات یہی ہے کہ ظاہرِ آیت سے انحراف نہ کیا جائے جیسا کہ اکثر مفسرین کی رائے بھی ہے۔ البتہ جو مذہب بعضوں نے اختیار کیا ہم اسے ناممکن بھی قرار نہیں دیتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اپنی توجہ کو مکمل طور پر اس بات کی طرف پھیرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ ان آیات میں ہم پر دراصل کھولنا چاہتے ہیں۔ یعنی یہ بات کہ آدمی کو اپنی کوشش کا بدلہ ہی ملے گا، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا کوئی زور نہیں ہے، نیز یہ کہ دربارِ الٰہی میں معافی حاصل کرنا صرف نسب کے ساتھ بندھا ہوا نہیں۔ ہم سے یہ مطلوب نہیں ہے کہ ہم اپنے دلوں کو اسی بحث ومباحثے میں لگائے رکھیں کہ آزر کو جو ابراہیم علیہ السلام کا والد کہا گیا تو اس سے مراد نسبی باپ ہونا ہے کہ پرورش کے اعتبار سے باپ ہونا۔ اس لیے کہ قرآن ایسے جھگڑوں کے فیصلے یا ان باتوں کے بیان کے لیے نازل ہی نہیں ہوا۔ اور اس لیے بھی کہ اس طرح کی بحثوں میں لگنے سے (فہم قرآن کا) اصل مقصد فوت ہونے کا اندیشہ بھی ہے۔ ہمارے ذمے یہ ہے کہ جب ہم اس طرح کی آیات پڑھیں تو اللہ تعالیٰ کے مقصد ومطلوب میں تدبر کریں (کہ یہ آیت نازل فرمانے سے ان کا ارادہ کیا ہے) اور اپنی نظر کو اسی مقصد سے جوڑ کر اپنے دل کی توجہ بس اسی میں رکھیں، جو باتیں غیر متعلق ہیں ان کو چھوڑ دیں''۔

ایک بہت اہم نکتہ جو قارئین کی توجہ کا مستحق ہے وہ یہ کہ مدارس اسلامیہ میں علمِ بلاغت پڑھانے کی علّت یہی ہے کہ قرآن کریم کے اعجازِ بلاغی کا ادراک نصیب ہو، مگر جتنی کتابیں عام طور پر اس فن میں متداول ہیں ان میں قرآنی کلمات کو بطور مثال پیش کرنے کا چلن بالکل نہیں ہے۔ جب کہ یہ کتاب اگرچہ بذات خود بلاغت کے فن کی درسی کتاب نہیں ہے مگر ایک عمدہ ترتیب کے ساتھ فنون بلاغت کا بیان ضرور کرتی ہے، اور مثال میں ہر مقام پر قرآنِ مجید کی آیات کو ہی پیش کیا گیا ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ اس کتاب کو ہمارے درسی نصاب ونظام میں رواج ملے اور طالبعلموں کو علمِ بلاغت کا صحیح فہم حاصل ہو سکے۔

کتاب کا ٹائٹل خطّاطِ شہر استاد محترم اعجاز شاہد مدظلہ نے لکھا ہے۔ اگرچہ اشاعتِ کتاب میں مزید تحسین کی گنجائش تھی (بالخصوص ورق کی عمدگی اور طباعت کی لطافت کے باب میں) مگر یہی کیا کم غنیمت ہے کہ اس طرح کی عمدہ کتابیں نہ صرف شائع ہوتی ہیں بلکہ ملتان جیسے شہر میں بھی ان کے سرورق پر ثلث، نسخ، رقعہ اور دیوانی جیسے خطوط میں خطاطی کی جاتی ہے، اور وہ بھی اس زمانے میں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف ومحقق اور قاری کو اپنی مرضیات سے نوازیں۔